اسلامی معیشت میں خواتین کی اقتصادی شرکت: اسلامی تناظر میں جائزہ

Women's Participation in Islamic Economy:
An analytical Study according to Islamic Perspective

* نادیہ
** محمد شکیل

ISSN(P)2664-0031(E)2664-0023
DOI: https://doi.org/10.37605/fahmiislam.v8i2.5

Received: October 2025
Accepted: November 2025
Published: December 2025

Abstract

This research examines the participation of women in economic activities through the lens of Islamic economic principles. Contrary to common misconceptions, Islam does not prohibit women from participating in financial and commercial affairs. Drawing upon primary Islamic sources-the Quran and hadith-as well as classical juristic opinions, the research highlight that women were active economic contributors during the time of the prophet Muhammad ﷺ, exemplified by figures such as Khadijah bent Khuwaylid(RA), a successful businesswomen. The research critically analyzes Islamic teachings that support women's rights to own property, earn income, engage in contracts and participate in trade. It also examines limitation set by shariah to ensure that women's participation aligns with moral and social value. The study further addresses contemporary challenges faced by Muslim women in accessing economic opportunities and proposes Islamic legal and ethical framework to empower their participation. The finding conclude that Islam provides a balanced approach, encouraging female economic involvement while preserving familial and social integrity. This study Call for re-evaluating cultural barriers and implementing policies rooted in genuine Islamic teachings to foster inclusive economic development.The study analyzes Islamic teachings on women rights, roles, and responsibilities in the economic sphere, drawing on primary sources from the Quran and Hadith. By examining case studies and empirical data, this research aims to contribute to a nuanced understanding of women economic participation in Islamic context and identify strategies for promoting greater economic inclusion and empowerment of women.

Keywords: Women's economic participation, Islamic economy, women's empowerment, Islamic perspective, Sustainable development.

تمہید

عصر حاضر میں اسلامی معیشت میں خواتین کی اقتصادی شرکت کا موضوع نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ خواتین کی شمولیت جدید دور میں معاشی ترقی، سماجی توازن اور انسانی وسائل کے مؤثر استعمال کے لئے ناگزیر سمجھی جاتی ہے۔ تاہم اس شمولیت کے اصول وضوابط اسلامی

*MPhil Scholar department of Islamic studies women university Mardan, Email: ainakhan2023@gmail.com
**PhD Scholar Department of Islamic studies Abdul Wali Khan University Mardan,Email: muhammadshakil37@gmail.com

تعلیمات کے مطابق واضح اور مربوط ہے۔ اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے جو مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کے معاشی حقوق اور ذمہ داریوں کا بھی تعین کرتا ہے۔ اسلامی تعلیمات خواتین کو مردوں کی طرح ملکیت کا حق، وراثت کا حق، تجارت کا حق اور اجرت حاصل کرنے کا حق دیتا ہے۔ خواتین کے مالی حقوق کا ذکر قرآن مجید میں بے شمار مقامات پر آیا ہے۔ نبی کریمؐ کی سنت مبارکہ سے یہ امر بھی واضح ہے کہ عورت نہ صرف کاروبار کر سکتی ہے بلکہ اپنی کمائی کی مکمل مالکہ بھی ہے۔ جیسا کہ حضرت خدیجہ کی مثال سے واضح ہے جنہوں نے خود کاروبار کیا اور نبی کریمؐ کو تاجر کے طور پر منتخب کیا۔ اسلامی معیشت میں خواتین کی شرکت کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ وہ مغربی ماڈل کی طرح آزادی کے نام پر اقدار و حیا کو چھوڑ دے، بلکہ اسلامی معیشت میں خواتین کی یہ شرکت اسلامی آداب، پردے، عزت اور شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے انجام پاتی ہے۔ اس تحقیق میں ہم اس بات کا جائزہ لیں گے کہ اسلامی اصولوں کے مطابق کن معاشی شعبہ جات میں خواتین شریک ہو سکتی ہیں اور کون سی حدود مقرر ہیں۔

اسلامی معیشت

اسلامی معیست ایک ایسا معاشی نظام ہے جو اخلاقیات، اسلامی اصولوں، حلال و حرام اور عدل کے احکام پر مبنی ہو۔ اسلامی معیشت میں دولت کی تقسیم، ملکیت، پیداوار اور تجارت سب کچھ شریعت کے مطابق ہوتا ہے[1]۔ اسی طرح جس علم میں شریعت کے وہ اصول زیر بحث لائے جاتے ہے جو ظلم وزیادتی کے ذریعے مادی وسائل حاصل کرنے کو جائز قرار نہیں دیتے۔ اور جو مادی وسائل جائز ہے تو اس کو اسطرح منظم کرتے ہیں تاکہ وہ انسان کی ضروریات زندگی کی تکمیل کے ساتھ ساتھ اسے اس قابل بنائے کہ وہ ان انفرادی، عائلی اور اجتماعی فرائض کی ادائیگی کر سکے جو اللہ تعالیٰ نے اور معاشرے نے اس پر عائد کئے ہیں[2]۔

اسلامی تعلیمات اور خواتین کا معاشی حق

ویسے تو عورت کا عملی میدان اس کا مکان ہے۔ جہاں پر وہ، وہ فرائض سرانجام دیتی ہے جو ایک ماں کے ہوتے ہے، مثلاً فرائض تعلیم وتربیت، اولاد کی نگہداشت، نشونما، اور دیگر فرائض۔ معاشی تگ ودو سے عورت کو آزاد کیا گیا ہے۔ یہ اسلئے کہ وہ اپنے گھر میں کامل منہمک ہو کر اپنے فرائض ادا کر سکے۔ شریعت مرد سے زیادہ عورت کو تربیت اولاد کے لئے موزوں سمجھتی ہے۔ "ایک صحابی نے جب اپنی بیوی کو طلاق دی اور بچے کو اپنے پاس رکھنا چاہا، مگر بچے کی والدہ نے شکایت کی تو نبی کریمؐ نے فرمایا: اَحَقُّ بِهٖ تم ہی اس کی زیادہ حق دار ہو جب تک دوسرا نکاح نہ کر لو[3]۔ "عورت گھر کی منتظم ہے لہٰذا اس کا فرض ہے کہ وہ اس کا انتظام خوش اسلوبی سے چلائے۔ شریعت اسلامیہ کی نگاہ میں عورت کا اپنے اصل دائرہ کار میں رہنا بہت ضروری ہے بنسبت اس کے کہ وہ اجتماعی اور تمدنی معاملات میں حصہ لے۔ گھر میں رہ کر خاوند کی حدمت کرنا عورت کا جہاد ہے۔ نبی کریمؐ نے فرمایا:

عليكُنَّ بالبيتِ فَإنهُ جِهَادُكُنَّ[4]

"کہ تمہارے گھر میں بیٹھنا ہی جہاد ہے"

شریعت نے گھر کے کام کاج / گھر سنبھالنے اور چلانے کے کام خواتین سے وابستہ کر رکھے ہیں۔اس کی یہ تعبیر درست نہیں کہ عورت گھر کی نوکرانی ہے بلکہ صحیح تعبیر یہ ہے کہ عورت گھر کی مالکہ ہے۔اسلئے رسول اللہ نے ارشاد فرمایا:

المرءة راعية على بيت بعله او ولده و هي مسؤلة عنهٗ[5]

"عورت گھر کی ذمہ دار اور اس کی انچارج ہے۔"

عورت اگر کسب معاش کی صلاحیت رکھتی بھی ہو انہیں کسب معاش پر مجبور نہیں کیا جا سکا، یہ خواتین کے لئے بہت بڑی رحمت ہے۔اگر شوہر عیاشی کا راستہ اختیار کر لے اور اس کا دل بال بچوں کی محبت سے خالی ہو جائے تو بیوی سے بے اعتنائی پیدا ہو جاتی ہے، اسی طرح اگر عورت اپنی ضروریات زندگی میں شوہر سے بے نیاز ہو جائے تو ناگواریوں کے باوجود اس سے نباہ کی صلاحیت نہیں رہتی۔گھر اور باہر کی ذمہ داریوں کی تقسیم شوہر اور بیوی کو اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ وہ ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے رکھے۔اسی لئے اسلام خواتین پر کسب معاش کا دروازہ بالکل بھی بند نہیں کرتا۔اگر وہ اپنے سرپرست یعنی شادی سے پہلے باپ اور شادی کے بعد شوہر کی اجازت سے شرعی حدود کی رعایت کرتے ہوئے کسب معاش کی سرگرمی میں حصہ لینا چاہے تو اسکی گنجائش ہے۔قرآن وسنت کی تعلیمات کے مطابق اگر ایک عورت شریعت کے تمام حدود کی پابندی کرتے ہوئے اور اپنے گھریلو ذمہ داری کو انجام دیتے ہوئے کسب معاش میں حصہ لینا چاہتی ہے تو نہ اس سے منع کیا گیا ہے اور نہ ناپسندیدہ قرار دیا گیا۔لیکن اس دوران اسلامی شریعت پر عمل کرنا ضروری ہے[6]۔اسلامی تاریخ کے معروف محقق یاسین مظہر صدیقی حال اور ماضی کا موازنہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:"آج کے مسلم معاشروں میں عورتوں کے کام کرنے کی کوششوں کو اچھا نہیں سمجھا جاتا خاص طور پر روایتی اور دینی حلقوں میں۔ان کے مال کمانے کے حق کو غلط فہمی یا جھوٹے دلائل کے دھند میں چھپا دیا جاتا ہے۔اس پر اسکی دلیل یہ ہے کہ کسب معاش کی ذمہ داری سے عورت مستثنٰی ہے۔اسے پیسہ کمانے کی ضرورت نہیں ہے۔لیکن نبی کریمؐ کے دور کے واقعات اس بات کی وضاحت کرتے ہے کہ دور نبویؐ میں عورتوں کو نہ صرف کام کرنے کا حق حاصل تھا بلکہ ان کو اپنی ذات، خاندان اور دوسری ضروریات زندگی کے لئے مختلف پیشے اختیار کرنے کے پورے مواقع فراہم کئے جاتے تھے[7]۔

محنت ومزدوری کر کے یا تجارت وغیرہ کے ذریعے دولت کمانا ہر عورت کی ضرورت نہیں ہوتی۔بہت سی عورتیں مکمل طور پر اپنے شوہر کی کفالت میں رہنا پسند کرتی ہیں۔اسی طرح بہت سی عورتیں خاندان کے کفیل مردوں کی کمائی کو اپنے لئے کافی سمجھتی ہیں اور اس میں کوئی مضائقہ بھی نہیں ہے۔اور وہ عورتیں کمانے کی بجائے زندگی کے دوسرے اہم کاموں کی طرف متوجہ ہوتی ہیں۔اس موقع کو

غنیمت جاننا چاہیے۔مال ودولت کا ایک اہم پہلوں کم وبیش ہر عورت سے متعلق ہوتا ہے۔اسلامی معاشرے کی خواتین مشقت اٹھائے بغیر بھی مالدار ہوتی ہے۔کیونکہ انہیں وراثت میں حصہ ملتا ہے،رشتہ داروں، والد، شوہر اور اولاد کی طرف سے ان پر نوازشیں ہوتی ہیں۔اسلئے اسے چاہیے کہ انہیں ان مختلف جہتوں سے جو مال حاصل ہوتی ہے اس کی اچھی طرح حفاظت کریں،اس میں اضافے کی جائز تدبیریں اختیار کرے اور اپنے نصب العین کے راستے میں انھیں حکمت کے ساتھ خرچ کریں۔ہر مسلم خاتون کو اس حوالے سے دانش مندی کا راستہ اپنانا چاہیے [8]۔اسلام نے عورتوں کو ایسے معاشی حقوق سے نوازا ہے جن کی بدولت ایک مسلمان عورت عزت نفس کے ساتھ اپنی زندگی کے کے شب وروز بسر کرسکتی ہیں۔اسلام نے آج سے ڈیڑھ ہزار سال قبل عورت کو ان کے معاشی حقوق سے نوازا ہے۔مثلا اسلام میں ایک عاقل وبالغ لڑکی جائیداد کی مالک بن سکتی ہے اور اس کی خرید وفروخت کرسکتی ہے۔چاہے وہ شادی شدہ ہو یا نہ ہو وہ اپنے مال کے بارے میں مرد کی طرح آزادانہ فیصلے کرنے کی مجاز ہے۔ایک لحاظ سے دیکھا جائے تو اسلام میں دیگر ثقافتوں کے برعکس عورت کو زیادہ معاشی تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔کیونکہ فکر معاش کی بنیادی ذمہ داری سے عورت کو مستثنیٰ رکھ کر مرد کو پابند کیا گیا۔لیکن اگر عورت یہ سمجھے کہ اسے خود اپنے قدموں پر کھڑا ہونا ہے تو اس کی بھی اجازت ہے کیونکہ جہاں تک عورتوں کی معاشی پیش رفت کا تعلق ہے تو اسلام میں کہیں بھی عورتوں کو معاشی تگ ودو سے منع نہیں کیا گیا۔تاہم اسکی معاشی سرگرمیوں میں چند حدود کا تعین کردیا ہے۔تاکہ کوئی اس کے تقدس اور طہارت پر حرف گیری نہ کرے۔اسلام اختلاط مردوزن کی اجازت نہیں دیتا، لیکن بدقسمتی سے آج کا معاشی نظام ان لوگوں کے ہاتھ میں ہے جو اختلاط مردوزن کو سماج کی ضرورت نہیں بلکہ سب سے بڑی خوبی تصور کرتے ہیں۔جس کے نتیجے میں خاندان کا نظام شکست وریخت کا شکار ہوجاتا ہے۔لہٰذا یہ اسلام ہی ہے جس نے افراط وتفریط سے پاک ایسا خاندانی نظام متعارف کروایا ہے جس میں مسلمان عورت کی معاشی ضروریات کی کفالت کا اہتمام بھی ہے اور اس کی ذات ووقار اور نسوانی حیثیت کے تحفظ کی ضمانت بھی ہے [9]۔مسلم خاتون کو معاشی لحاظ سے مضبوط ہونا چاہیے۔اس کی اہمیت بھی بہت زیادہ ہے۔قرآن مجید کی آیتوں میں اللہ کے مومن بندے اور بندیاں مال لوٹاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔یہ ان کی اہم سرگرمی ہوتی ہے۔اللہ کے دین کی سربلندی کا جذبہ رکھنے والا اگر معاشی لحاظ سے مضبوط اور خود کفیل ہو اور اس کے اندر راہ خدا میں خرچ کرنے کا جذبہ بھی موجود ہو تبھی وہ راہ خدا میں اپنا حقیقی کردار ادا کرسکتا ہے۔اللہ کی راہ میں خرچ کرنا عورتوں اور مردوں دونوں کو مطلوب ہے۔اور اسی لئے دونوں کا مالدار ہونا ضروری ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَ الْمُصَّدِّقٰتِ وَ اَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَ لَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ [10]

"یقیناً صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں،اور وہ جو دیتے ہیں اچھا قرض اللہ کو، اللہ ان کے لئے اس سے کئی دگنا بڑھادے گا اور ان کے لئے بہترین اجر ہے۔"

جو دولت کا مالک نہیں بنے گا تو وہ دولت کو اللہ کی راہ میں خرچ کیسے کرے گا۔ خرچ کی ترغیب کرنے والے تمام آیتیں اور حدیثیں ضمنی طور سے اس پر بھی دلالت کرتی ہیں کہ مومن مرد اور مومن عورتیں مال و دولت سے کنارہ کش نہیں رہتے بلکہ انہیں حاصل کرنے کی تگ و دو کرتے ہیں۔

خواتین کی اقتصادی شرکت کے اسلامی پہلو

وراثت کا حق

جو لوگ بھی اسلام کے قانون وراثت کا دقیق مطالعہ نہیں کرتے بلکہ صرف سطحی نظر ڈالتے ہے ان لوگوں کو یہ غلط فہمی ہوتی ہے کہ عورت کا رتبہ مرد سے کمہے لیکن یہ غلطی قرآن حکیم کی درجہ ذیل آیات مبارکہ کی حکمت کو صحیح طور پر نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے۔

لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ[11]

"ایک مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصے کے برابر ہے۔"

اس غلط سوچ کا رد اسلامی قانون وراثت کا دقیق مطالعہ کرتا ہے۔ اسلام کا قانون وراثت حسن معاشرت و حسن معیشت کے قیام کے تصور پر مبنی ہے نہ کہ عورت کے حق کی تصنیف یا تخفیف پر۔ یہاں مرد و عورت کے وراثت کے حصے کو بیان کرتے ہوئے عورت کا حصہ ایک قرار دیا گیا۔ یعنی دو عورتوں کا حصہ ایک مرد کے حصے کے برابر ہے۔ یہ نہیں کہا گیا کہ مرد کے آدھے حصے کے برابر ایک عورت کا حصہ ہے۔ حالانکہ عورت کے حصے کو نظام تقسیم میراث میں اساس اور بنیاد بنایا گیا۔ گویا عورت ہی کے حصے کی اکائی کے ارد گرد تقسیم میراث کا سارا نظام گھومتا ہے۔ جو اصل میں ایک عورت کی تکریم و وقار کے اعلان کا مظہر ہے۔

میراث میں حصوں کی تعین

چونکہ مرد کو اللہ تعالیٰ نے تمام ضروریات کا کفیل بنایا ہے۔ اور اس ذمہ داری سے عورت کو الگ قرار دیا گیا۔ مزید یہ کہ ایک عورت کے لئے ہر ممکن مواقع سے فائدہ اٹھانے پر پابندی بھی نہیں یہاں تک کہ روزگار اور معاشی مواقع۔ اگر عورت کما بھی لیتی ہیں تب بھی خاندان کی دیکھ بال کرنا ایک شوہر کی ذمہ داری ہے۔ اور عورت جو کچھ کمائے تو اسے بہ طور خصوصی حق محفوظ رکھ سکتی ہے۔ اگر گھریلوں ضروریات کے لئے وہ اپنی رقم خرچ کرنا چاہے تو یہ ایک نیک عمل ہو گا کیونکہ یہ اس کے فرائض کا حصہ نہیں۔ یہاں تک کہ اگر مرد کی آمدن عورت سے کم ہو تب بھی دیکھ بال کی ذمہ دار مرد ہو گا۔ ایک متوازن، مضبوط اور معاشی عدل و انصاف پر مبنی معاشرہ قائم کرنے کے لئے ضروری تھا کہ وراثت میں مردوں کو زیادہ حصہ دیا جائے تا کہ وہ اپنے اوپر عائد تمام عائلی ذمہ داریوں سے اچھے طریقے

سے عہدہ بر آں ہو سکیں۔ گویا عورت کا حق وراثت مرد سے نصف نہیں کیا گیا بلکہ مرد کا حق وراثت اس کی اضافی ذمہ داریوں کی وجہ سے بڑھادیا گیا ہے۔ اسی طرح مرد وعورت کی معاشرتی، سماجی اور عائلی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں مالی توازن قائم کر دیا گیا ہے[12]۔

ملکیت کا حق

عورت کو جاہلیت کے زمانے میں کسی بھی کی ملکیت حاصل نہ تھی۔ وارث بننے کا حق صرف مردوں کو حاصل تھا عورتوں کے لئے کوئی وراثت نہیں تھی۔ مردوں کے وارث بننے پر وہ یہ دلیل دیتے کہ وہ جنگوں میں شریک ہوتے ہے اور اپنی قوموں کی نگرانی کرتے ہیں۔ اس زمانہ جاہلیت میں حق میراث سے عورتوں کو محروم کرنا کافی نہ سمجھا گیا بلکہ وہ سامان میں وراثت کی طرح عورت کو بھی بانٹ دیتے تھے۔ شوہر کے مرنے کے بعد بیوی پر اس شوہر کے ورثاء کا حق ہوتا۔ جس پر یہ آیات اتاری گئی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ۭ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ[13]

"اے لوگوں جو ایمان لائے ہو، تمہارے لئے حلال نہیں کہ عورتوں کے مال اور جان کے زبردستی وارث بن جاؤ، اور تم نے اس کو جو کچھ دیا ہے اس نیت سے کہ ان میں سے کچھ اپنے لئے لے لو۔"

"حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ جب بھی کوئی شخص مر جاتا اور اس شخص کی کوئی باندی ہوتی، تو اس مرے ہوئے شخص کا کوئی دوست اس باندی پر کپڑا ڈال دیتا، اب اس باندی پر کوئی دوسرا شخص دعویٰ نہیں کر سکتا تھا، اگر وہ باندی حسین ہوتی تو یہ شخص اس باندی سے شادی کرتا اور اگر باندی بد صورت ہوتی تو پھر یہ شخص اس باندی کو ساری زندگی اپنے پاس رکھتا[14]۔ اسلام عورت کو معاشی خود مختاری عطا کرتا ہے۔ قرآن وسنت نے عورت کو مکمل مالی خود مختاری دی ہے، جو اس کی عزت، معاشی تحفظ اور آزادی کا مظہر ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ۭ وَلِلنِّسَاۗءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ[15]

" مردوں کو ان کے کئے ہوئے عمل کا حصہ ہے اور عورتوں کو ان کے کئے ہوئے عمل کا۔"

اسی طرح نبی کریمؐ نے فرمایا "عورتوں کو اپنی کمائی اور مال میں پورا اختیار حاصل ہے[16]۔"

تجارت اور کاروبار

تجارت کے لفظ کو قرآن میں بار بار دہرایا گیا ہے۔ اسلئے کہ تجارت کے پیشے میں اللہ تعالیٰ نے بڑی برکت رکھی ہے۔ حدیث میں بھی تجارت کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ فرمان نبویؐ ہے: " اللہ تعالیٰ نے تجارت میں دس حصوں میں سے نو حصے رزق رکھا ہے[17]۔" حضرت خدیجہ کو وراثت میں خاصی دولت ملی تھی۔ وہ تجارت کے ماہرین کی خدمات اجرت پر حاصل کرتی تھیں اور اپنے مال کو تجارت میں لگاتی تھیں۔ اسی طرح وہ نفع میں شرکت کے بنیاد پر بھی سرمایا کاری کرتی تھیں۔ چونکہ قریش کا پیشہ تجارت تھا اسلئے انہیں تجربہ کار افراد آسانی کے ساتھ مل جاتے۔ جب مکہ سے تجارتی قافلہ روانہ ہوتا تو قریش کے تمام لوگوں کے جتنے اونٹ ہوتے اتنے اونٹ صرف حضرت خدیجہ کے ہوتے۔ نبی کریمؐ کی بعثت سے پہلے حضرت خدیجہ نے آپؐ کی خدمات بیش از بیش معاوضے پر حاصل کیں۔ اور اپنا مال دے کر ملک شام بھیجا۔ نبی کریمؐ نے حضرت خدیجہ کا مال وہاں کی منڈی میں فروخت کیا۔ اس خرید و فروخت کے نتیجے میں حضرت خدیجہ کو دوگنا منافع ہوا۔ روایت کے مطابق اس تجارتی سرگرمی کا ایک حصہ نبی کریمؐ نے انجام دیا یعنی مکہ کا سامان شام کی منڈی میں فروخت کر کے شام کا سامان خریدنا، جبکہ دوسرا حصہ حضرت خدیجہ نے خود انجام دیا۔ اور وہ تھا شام سے آئے ہوئے سامان کو مکہ کی منڈی میں فروخت کرنا[18]۔

حضرت خدیجہ کا تجارتی کردار اس بات کا ثبوت ہے کہ خواتین اسلامی معیشت میں فعال کردار ادا کر سکتی ہیں۔

معاشی سرگرمیوں میں حصہ لینا

اسلامی تعلیمات کے مطابق خواتین کو معاشی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی اجازت ہے۔ لیکن صرف کمانا معاشی سرگرمیوں کا مطلب نہیں ہے۔ بلکہ ملت کی معاشی پسماندگی کو دور کرنے کی کوششوں میں شامل ہونا بہت اہم اور ضروری معاشی سرگرمی ہے۔ جب ایک ماں اپنے بچوں کے اندر کسب معاش کا حوصلہ پیدا کرتی ہے، ایک بیوی جب اپنے شوہر کے لئے کمانے کے عمل کو آسان اور پر لطف بناتی ہے، ایک عورت جب کچھ عورتوں کو صنعت و حرفت کی تعلیم دیتی ہے، ایک عورت جب فضول خرچی کے راستوں سے دوسرے خواتین کو روکنے کی کوشش کرتی ہے اور دولت کو صحیح راستوں پر خرچ کرنے کی ترغیب دیتی ہے، تو یہ سب خواتین معاشی سرگرمیوں میں حصہ لے رہی ہوتی ہیں۔ اسی طرح صحیح جگہ خرچ کرنا بھی عمدہ معاشی سرگرمی ہے۔ دولت کمانے کے عمل میں تمام عورتیں شامل نہیں ہو سکتی ہیں، لیکن دولت خرچ کرنے کے عمل میں تو ہر عورت شریک ہوتی ہے۔ سب سے اہم معاشی سرگرمی خوبی کے ساتھ خرچ کرنا ہے۔ جس میں ہر مسلم خاتون کو ممتاز ہونا چاہیے۔ البتہ جدید زمانے نے معاشی سرگرمی کے جو نئے میدان پیدا کئے ہیں ان میں سے بعض میدان ایسے ہیں جہاں عورت کے لئے شرم و حیا کی حفاظت کرنا مشکل ہوتا ہے۔ ایسے میدانوں سے دور رہنا ہی پرھیزگاری ہے۔ لیکن

بہت سے مواقع ایسے بھی ہے جہاں عورت اسلامی اقدار کے ساتھ رہ سکتی ہے۔اس کے علاوہ خواتین کے لئے گھر کے اندر رہ کر معاشی سرگرمیوں کو انجام دینا ممکن ہے۔بڑھتی ہوئی ضروریات زندگی بار بار عورتوں کو معاشی عمل میں شریک ہونے کے لئے اکساتی ہے اور اسلامی اقدار کا لحاظ کرتے ہوئے اس میں کوئی مضائقہ بھی نہیں ہے[19]۔اس کی مثالیں اسلامی تاریخ میں بھی ملتی ہے کہ خواتین نے اپنے شوہروں کو ضرورت کے وقت معاشی سہارہ فراہم کیا۔حضرت عبداللہ بن مسعود تنگ حال تھے، ان کی بیوی نے اللہ کے رسولؐ سے دریافت کیا کہ کیاوہ اپنے شوہر اور بچوں پر اپنے مال میں سے خرچ کرسکتی ہیں، کیااس میں انھیں صدقے کا ثواب حاصل ہو گا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ان کی ہمت افزائی فرمائی اور کہا" تمہارے شوہر اور تمہارے بچے تمہارے صدقے کے زیادہ حقدار ہیں۔[20]"ایک عورت اپنے شوہر اور بچوں پر تنگ حالی کی صورت میں خرچ کرتی ہے تو یہ صرف ایک دنیوی سرگرمی نہیں ہوتی بلکہ اسے صدقے کا ثواب بھی ملتاہے۔

معاشرے کی ترقی میں کردار

اسلام عورت کو معاشرے کافعال اور محترم رکن تسلیم کرتا ہے۔ایک عورت کا معاشرے کاایک مؤثر اور باوقار حصہ بننا عورت کو اسلام کی عطاکردہ عزت وتکریم تھی جس سے وہ ایک مؤثر اور باوقار حصہ بن گئی معاشرے کی۔اور اس نے ہر شعبہ زندگی میں نمایاں کردار ادا کیا[21]۔

ایک عورت کاسب سے نمایاں کردار معاشرے کی بلندی اور زوال میں ہوتا ہے۔ عورت معاشرے کی بنیادی اکائی ہے، اور خواتین کا معاشرے میں اہم کردار ہوتا ہے۔ ایک انسانی معاشرہ مرد وعورت سے تشکیل پاتا ہے اور دونوں اس کے تعمیر وترقی اور اسکی اصلاح وسدھار میں برابر کے شریک ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ یُطِیْعُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ اُولٰٓىٕكَ سَیَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ[22]

"مومن مرد اور مومن عورتیں مددگار ہیں ایک دوسرے کے، حکم دیتے ہے بھلائی کرنے کا اور منع کرتے ہے برے کاموں سے اور وہ نماز قائم کارے ہے اور زکاۃ دیتے، اور اطاعت کرتے ہے اللہ اور اس کے رسولؐ کی، انہی لوگوں پر اللہ رحم کرے گا بے شک اللہ زبردست اور حکمت والا ہے۔"

حق اجرت و محنت

اجرت دینا مزدور کا حق ہے آجر کی طرف سے احسان نہیں۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ[23]

"مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے، ان کے لئے کبھی نہ ختم ہونے والا اجر ہے۔"

نبی کریمؐ نے مزدور کو کام کی اجرت مقرر کئے بغیر بھرتی کرنے اور کام کروانے سے منع کیا ہے۔ مزدور کو یہ بات پہلے بتادینی چاہیے کہ اسے اپنا کام یا مدت پورہ کرنے پر کتنی اجرت ملے گی۔ اور یہ بھی ضرودی ہے کہ مزدور کی مقرر کی ہوئی اجرت اسکی ضروریات زندگی کے لئے کافی ہو۔ اجرت موجودہ حالات میں تفاوت اور ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے طے کرنی چاہیے۔ اور مزدور کی اجرت وقت پر پورا ادا کیا جائے۔ نبی کریمؐ نے فرمایا:

اُعْطِ الْعَامِلَ اَجْرَهٗ قَبْلَ اَنْ يَجِفَّ عَرَقُهٗ[24]

"مزدور کی اجرت اس کو اس اس کے پسینے خشک ہونے سے پہلے ادا کرو۔"

اسلام میں مساوی کام کرنے کے لئے مساوی تنخواہ کا حکم ہے۔ مزدور کو پوری تنخواہ کے حصول کے لئے پورا کام کرنا چاہیے اور آجر کو چاہیے کہ مزدور اپنا کام پورا کرنے پر اسے پوری تنخواہ ادا کرے۔ ان سارے احکام کے جیسے مرد مکلف ہیں اسی طرح خواتین بھی ہیں۔

اَنِّيْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى[25]

" میں ضائع نہیں کرتا تم میں سے کسی محنت کرنے والے کی مزدوری چاہے وہ مرد ہو یا عورت۔"

خلاصہ

انسان کی معاشی اور اقتصادی زندگی جتماعی زندگی کا ایک بہت اہم شعبہ ہے۔ اسکی مادی زندگی کی کامیابی کا بہت بڑا دارومدار اس پر ہے۔ اگر انسان فقر وفاقہ کا شکار ہو اور اسکی معاشی زندگی ناکام ہو جائے اور مادی وسائل اسے میسر نہ ہوں، تو بعض حالات میں اس کے لئے اپنے دینی تقاضوں کو انجام دینا بھی انتہائی مشکل اور بعض اوقات ناممکن ہو جاتی ہے[26]۔ تخلیق انسانی کا مقصد جو بھی ہو لیکن یہ بات بالکل

نمایاں وظاہر ہے کہ وہ خواہشات وحاجات میں اپنے پیدائش کے دن ہی سے پھنسا ہوا ہے۔ اور پوری زندگی میں اس سے نجات حاصل نہیں کرپائے گا۔ انسان اپنی بھوک مٹانے اور پیاس بجھانے کے لئے اشیائے خورونوش کی تلاش میں اسی دن سے سرگرداں ہے جس دن سے اس نے اس زمین پر قدم رکھا ہے[27]۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جابجا معیشت کا ذکر کیا ہے اللہ تعالیٰ نے معیشت کا ذکر قرآن مجید میں مختلف جگہوں پر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُم مَّعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُم بَعْضًا سُخْرِيًّا[28]

"ہم تقسیم کرتے ہے ان کے درمیان انکی معیشت کو دنیا کی زندگی میں اور ہم فوقیت دیتے ہے بعض کو بعض پر وسائل ودولت کے درجات میں، کیا ہم یہ اس لئے کرتے ہیں کہ ان میں سے بعض بعض کا مذاق اڑائیں۔"

اسلامی تعلیمات کے مطابق معاشیات انسانی زندگی کا ایک بنیادی اور ناگزیر پہلو ہے۔ کیونکہ خوراک، لباس، رہائش، تعلیم اور صحت جیسی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے وسائل کا ہونا لازمی ہے۔ اور انسان اسی وسائل کو حاصل کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ اسی وسائل کو حاصل کرنے اور ضروریات زندگی کو پورا کرنے کے لئے اسلام مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کو بھی معاشی حق دیتا ہے۔ کیونکہ معاشیات صرف مردوں تک محدود نہیں بلکہ عورتوں کے لئے بھی زندگی کی ضرورت ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق مرد وعورت دونوں معاشرے کے فعال ارکان ہیں۔ اور دونوں کو اپنی حیثیت کے مطابق ذمہ داریاں ادا کرنے کا حکم ہے۔ مگر شرعی حدود میں رہتے ہوئے عورت کو کسب معاش کی اجازت ہے۔ اگر عورت شرعی حدود اور حیا کے دائرے میں رہ کر کسب معاش کرے تو یہ نہ صرف جائز ہے بلکہ قابل تحسین بھی ہے۔ اسلام نے عورت کو نہ صرف معاشی معاملات میں شریک ہونے کا حق دیا بلکہ اسے باعزت طریقے سے اپنی صلاحیتوں کے اظہار کی اجازت بھی دی ہے۔ قرآن میں کئی مقامات پر عورتوں کی مالی خودمختاری، وراثت، مہر، تجارت، ملکیت اور صدقات جیسے دیگر حقوق کو صراحت سے بیان کیا گیا ہے۔ دور نبویؐ میں بھی خواتین مختلف شعبوں میں کام کرتی تھی۔ جیسے کہ حضرت خدیجہ ایک کامیاب تاجرہ تھی، جن کی تجارت میں نبی کریمؐ نے خود عملی شرکت کی۔ اسلام نے عورتوں کو زبردستی محض گھریلوں دائرے تک محدود نہیں کیا، بلکہ اسے عزت ووقار کے ساتھ معاشی جدوجہد کی اجازت دی۔ اسلامی تناظر میں خواتین کی معاشی شرکت نہ صرف جائز ہے بلکہ یہ معاشرے کی فلاح اور ترقی میں مؤثر کردار ادا کرتی ہیں۔ بشرطیکہ اس شرکت میں اسلامی اخلاقیات، پردے، عفت اور عزت نفس کا تحفظ کیا جائے[29]۔

حوالہ جات / حواشی

1: مودودی، سید ابوالاعلیٰ، اسلام کا معاشی نظام، لاہور، (ادارہ ترجمان القرآن، 1980ء)، ص115

Moududi, Syed Abu A'la , Islam ka Ma'ashi Nizam, Lahore: Idarah Tarjuman.ul.Quran,1980,P.115

2: القادری، محمد طاہر، اقتصادیات اسلام، لاہور (منہاج القرآن پرنٹر، 2007ء)، ص: 64

Qadri, Muhammad tahir, Iqtesadiyat.e.Islam, Lahore: Minhaj.ui.quran Printers,2007, P.64

3: سنن ابی داؤد، کتاب الطلاق، باب: من احق بالولد، رقم حدیث:2276

Sunan Abi Dawud, Kitab al.Talaq, Bab: man ahaqqu bi al.walad, hadith no.2276.

4: سنن ابی داؤد، کتاب الصلوٰۃ، رقم حدیث:1067

Sunan Abi Dawd, Kitab al.Salat, Hadith No.1067.

5: صحیح بخاری، کتاب العتق، رقم حدیث:2554

Sahih al.Bukhari, Kitab al.Itq, Hadith No.2554

6: رحمانی، خالد سیف اللہ، خواتین کی مالی حقوق شریعت اسلامی کی روشنی میں، لاہور، (دفتر آل انڈیا پرسنل، 2007)ص20-22

Rahmani, Khalid saifullah, Khawaateen ki maali Huqooq Shariat Islamia ki Roshni mein, Lahore: Daftar Al.India personal,2007, P.20-22

7: صدیقی، ڈاکٹر مظہر حسین، نبی اکرمؐ اور خواتین: ایک سماجی مطالعہ، ص139

Siddiqi, Dr.Mazhar Hussain, Nabi akram ﷺ aur Khwateen: Aik samaji Mutala'a, P.139

8: غازی، محی الدین، مسلم خواتین کی معاشی سرگرمیاں، (زندگی نو، 2023)

Ghazi, Muhyi al.Din,Muslim Khawateen ki maashi Sar.garmiyan,Zindagi.e.Nau,2023.

9: چشتی، شہباز احمد، جدید عصری مسائل اور ان کا شرعی حل، لاہور، (منہاج القرآن پبلیکیشنز، 2008ء)ص227

Chishti , Shahbaz ahmad, jadeed Asri masa'il aur unka shari Hall,Lahore:Zia.ul.Quran Publications,2008, P.227

10: سورہ حدید18:57

Surah Hadeed, 18-57

11: سورہ النساء11:4

Surah al. Nisa, 11-4

12: القادری، محمد طاہر، اسلام میں خواتین کے حقوق، لاہور: (منہاج القرآن پبلیکیشنز، 2006ء)ص99

Al.Qadri, Muhammad tahir, islam mein Khawateen ke Huqooq, Lahore: Minhaj.ul.Quran publications,2006, P.99

13: سورہ النساء19:4

Surah al.Nisa, 19:4

14: صحیح بخاری، باب لایحل لکم، رقم حدیث4303

Sahih Bukhari, Bab la yahillu lakum, Hadith No 4303.

15: سورہ النساء32:4

Surah al.Nisa, 32:4

16: سنن ابی داؤد، رقم حدیث2864

Sunan abi dawod, Hadith No 2864

17:: ابن حجر عسقلانی، محمد بن محمد بن حجر، المطالب العالیہ بزوائد ومسانید الثمانیہ، المسعودیہ: (دارالعاصمہ، 1419)

Ibn hajar Asqalani, Muhammad bin Muhammad bin hajar, Al.Matalib al.Aliya bi.Zawaid wa.Masanid al.tamaniyah, al.Masudiyya: Dar al.Asimah,1419

18: ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، (بیروت: دار صادر، 1960ء)

Ibn Sad, Al.Tabqat al.Kubra, Beirut: Dar Sadir,1960

19:: غازی، محی الدین، مسلم خواتین کی معاشی سرگرمیاں۔

Ghazi, Muhi din, muslim Khawateen ki maashi sargarmia.

20: صحیح بخاری، رقم حدیث1466

Sahih Bukhari, Hadith No. 1466

21: القادری، محمد طاہر، اسلام میں خواتین کے حقوق، ص99۔

Alqadri, Muhammad tahir, islam main khawateen ke huqooq, P.99.

22: سورہ التوبہ71:10

Surah al.Tobah, 71:10

23: سورہ الانشقاق25:84

Surah al.Inshiqaq, 25:84

24: سنن ابن ماجہ، رقم حدیث2443

Sunan ibn e Maja, Hadith No 2443

25: سورہ آل عمران195:3

Surah al.Imran, 195:3

26: غازی، محمود احمد، محاضرات معیشت و تجارت، لاہور، (اسلامیہ پبلیکیشنز، 2005) ص14

Ghazi, Mahmood Ahmad, Muhadarat.e.Maashat wa Tijarat, Lahore: Islamic publications, 2005, P.14

27:: القادری، محمد طاہر، اقتصادیات اسلام، ص59

Alqadri , Mihammad tahir, iqtesadiat.e. islam,P. 59

28: سورہ الزخرف43:32

Surah zuhraf, 43:32

29: ندوی، ابوالحسن علی، اسلام میں عورت کا درجہ اور اس کے حقوق و فرائض، لکھنؤ، (جامعہ المومنات الاسلامیہ، 2001ء)

Nadwi, Abul Hasan Ali, Islam main aurat ka darja awr es ke Huqooq wafarayez, Lucknow: jamiat al.Mu'minat Al.Islamiyah,2001